خالد اقبال یاسر کی غزل میں مزاحمتی عناصر

محمد عدنان / طارق ہاشمی☆

Abstract:

Major behavior in Khalid Iqbal Yasir 'poetry is resistant.This resistance is against political,social and economical explotations.Society around him is spending all its energies in bearing up rather than facing and fighting it.So Yasir takes it on him to fight and resist exploitation. This quality to fight injustices and inequalities is not only a part of his poetry rather it is one of his personal traits as well.This courage to fight outer world and inner self simultaniously is remarkable trait of his poetry.Explotation in the form of slavery and in many cases in the form of favours since antiquity has been in human societies.Yasir has very firmly and spontaniously been ressistant to injustice and human exploitation by humans.

خالد اقبال یاسر کی شاعری کا جوہر مزاحمتی شاعری ہے۔ یہ مزاحمت سیاسی، معاشی، معاشرتی ناانصافیوں کے خلاف ہے۔چوں کہ خالد اقبال یاسر کی نگاہ اپنے معاشرے پر پڑتی ہے تو وہ ایک ایسی قوم کا منظر سامنے آتا ہے جس پر ظلم وستم کے پہاڑ توڑے جا رہے ہیں مگر اس قوم کی حالت اس قدر ابتر ہے کہ وہ اس کا مقابلہ کرنے کی بجائے اپنی تمام تر توانائیاں ظلم جبر کو سہنے میں صرف کر رہی ہے۔ایسے میں خالد نے ان کا مقابلہ کرنے کی ٹھان لی ہے۔

خورشید رضوی لکھتے ہیں کہ:

> ''یاسر کی غزلوں میں دو مضمون بہت اساسی نظر آتے ہیں ایک اقتدار کے کروفر اور رعونت کو تو ڑنے کی نگاہ سے دیکھنا دوسرے ایک مسلسل یلغار کا رزار میں رہنا جو اسی رعونت کے خلاف ہے۔''(۱)

خالد اقبال یاسر ایک سچے شاعر ہیں اور وہ معاشرے کے معاملات کو اس میں پائے جانے والے منفی پہلوؤں کو اپنی شاعری میں اجاگر کر دیتے ہیں اور ان معاشرتی حقائق کو بیان کرنے کے لیے غزل کو اپنا وسیلہ اظہار بنایا اور اس کی آمد و کا پورا پورا احترام بھی کیا یاسر کی غزل تمدنی ناہمواری اس کی غزل میں مسلسل اپنا احساس دلاتی ہے۔ خالد اقبال یاسر کی مزاحمت کے بارے میں محمد خالد لکھتے ہیں:

> ''وہ سیاسی، مذہبی اور اقتصادی جبر کی نشاندہی بھی کرتا ہے اور ارباب اختیار ارباب مذہب اور ارباب

☆ ایم فل اسکالر، شعبۂ اردو گورنمنٹ کالج یونیورسٹی، فیصل آباد

زر کی منافقت پر بھی ضرب لگاتا ہے۔" (۲)

خالد اقبال یاسر جس معاشرے میں زندگی بسر کر رہے ہیں ان کا معاشرے میں ہونے والے مسائل پر گہری نگاہ ہے اور اسے بیان کرنے میں خوف محسوس کرتے اور بے دھڑک کہہ دیتے ہیں۔ معاشرے کی افراط تفریط ناانصافی، ظلم و جبر، اقربہ پروری اور قانون کی عملداری کے حوالے سے اپنی اور دوسروں کی ذات میں فرق کو کڑی تنقید کا نشانہ بناتے ہیں:

سجی ہوئی تھیں حریر و اطلس سے خواب گاہیں
مگر رعایا کو اور تلقین ہو رہی تھی
عبادت و زہد کی منادی تھی قریہ قریہ
جب اپسراؤں سے شام رنگین ہو رہی تھی (۳)

خالد کی مزاحمت صرف لمحہ بھر کے لیے نہیں ہے بلکہ یہ مزاحمت سیاسی و معاشرتی جبر کے خلاف ایک مسلسل جدوجہد کی صورت میں اس کی تمام شاعری میں رواں دواں دکھائی دیتی ہے۔ یاسر کا نظریہ یہ ہے کہ اس حیرت کدہ عالم میں روز ازل سے معرکہ خیر وشر جاری وساری ہے اور کیا پتہ کہ یہ سلسلہ قیامت کے روز تک جاری رہے۔ یاسر کہتے ہیں:

ہوتا ہے مجھے اور کوئی معرکہ درپیش
گھوڑے سے ابھی زین اتاری نہیں ہوتی (۴)

یاسر کہ ہنرمندانہ الفاظ کی بنت نے کیسے کیسے پھول بکھیرے ہیں۔ درباروں، غلام گردشوں اور رزگاہوں کی مناظر کشی سے کیسی حیرت انگیز فضا کھینچی ہے۔ اس کی جھلکیاں جگہ جگہ ان کی شاعری میں نظر آتی ہیں اور ان جھلکیوں سے اس کی مزاحمت اور انقلاب لانے کی کوشش کا مل نظر آتی ہے۔ وہ نہ صرف خود اس معاشرتی ناانصافی کے خلاف بر سر پیکر ہیں بلکہ اپنے قاری کو بھی نصیحت کرتے ہیں:

شور ہے جس کی ہوا بھی ایسی بستی سے نکل
پھولنا پھلنا ہے تو اس بانجھ مٹی سے نکل (۵)

خالد اقبال یاسر جہاں دوسروں کو مزاحمت پر اکساتے ہیں وہاں وہ خود بھی ایک حوصلہ مند سپاہی کی طرح میدان میں اتر جانے سے کتراتے نہیں اور نہ ہی پیٹھ پھیر کے بھاگتے ہیں یاسر کے خمیر میں دلا بھٹی جیسے عظیم سپوت کا خون دوڑتا ہے جس نے اس وقت کے سامراجیت کے خلاف علم بغاوت بلند کیا تھا اور بہادری کی مثالیں قائم کیں تھیں۔ خالد اقبال یاسر بھی جرأت اظہار اور اپنی بات منوانے کی قوت کے ساتھ ساتھ ایک ایسی قائدانہ صلاحیت بھی رکھتے ہیں جو انھیں زندگی کے کسی بھی محاذ پر ناکامی سے بچاتی ہے۔

حفاظت پہ دستہ بدلتا رہوں گا
پہرہ بعد پہرہ بدلتا رہوں گا (۶)

خالد اقبال یاسر کی شاعری کا مرکزی رجحان اس کی مزاحمت ہے اور یہ مزاحمت انقلاب کی خواہشمند ہے کہ دنیا میں

ملوکیت اور مارشل لاء کی وجہ سے عام عوام کا قلع قمع بند ہونا چاہیے۔ خالد اقبال یاسر کی انقلابی شاعری کے حوالے سے خورشید رضوی رقم طراز ہیں:

> ”ان سب حوالوں سے یاسر ایک ایسے انقلابی شاعر کے روپ میں ابھرتا ہے جس نے اگر چہ اپنے سینے پر مزاحمتی شاعر کا تمغہ نہیں سجایا مگر وہ ایک کل وقتی مزاحمت میں مصروف ہے۔“ (۷)

خالد اقبال یاسر کی مزاحمت صرف بیرونی دنیا کے ساتھ نہیں ہے وہ صرف دوسروں کے خلاف مزاحمت نہیں کرتے اور صرف خارجی عوامل کے ساتھ ہی برسرِ پیکار نہیں بلکہ اپنی ذات کے اندر کے انسان کے خلاف بھی مزاحمت کرتے ہیں جیسے انسان کے اندر نفس کی تین اقسام ہوتی۔ ان میں ایک ”نفس امارہ“ اور دوسرا ”نفس لوامہ“ جو مزاحمتی نفس ہے اور ہر لحظہ نفس امارہ کو شکست دینے میں مصروفِ عمل رہتا ہے اور اس کے بعد یاسر کی شخصیت کی صورت میں ”نفس مطمئنہ“ دکھائی دیتا ہے یاسر کا اصل داخلی بحران جس کے ڈانڈے بیرونی جبر سے ملے ہوئے ہیں۔

محمد خالد لکھتے ہیں:

> ”یاسر کی غزل میں یہ پکار کی فضا محض عصری شعور کی پیداوار نہیں ہے یہ عصری شعور تو محض ایک سطح ہے کیوں کہ پکار صرف حق و باطل یا جابر و مجبور کی نہیں یہ پکار تو انسان کے داخل میں بھی جاری و ساری ہے پکار کے موضوع پر اس کے تمام اشعار میں ہمیں اس شخص کے اندر کی جھلک بھی نظر آتی ہے۔“ (۸)

اس شعر سے میں ہمیں پتہ چلتا ہے کہ اصل مسئلہ تیغ و سپر نہیں تھا بلکہ خواب کو بچانے کا تھا جو تیغ و کماں اور ترکش سے نہیں بچتا شاعر کے خیال میں اس دنیا میں پائی جانے والی تباہی سے بچانے کے لیے ایک تصوراتی خواب کی ضرورت ہے اور پھر اس پر عمل مسلسل بھی شامل ہونا چاہیے اور یہ خواب کسی عام حیثیت کے مالک میں پیدا نہیں ہوسکتا ہے بلکہ خالد جیسی عظیم اور مثبت سوچ رکھنے والی شخصیت میں پیدا ہوسکتا ہے۔ خالد نے اپنے تصور میں جس دنیا کو قائم کیا اس سے یاسر کی تخلیقی سوچ کا پتا چلتا ہے۔ یاسر اپنی دنیا کا نقشہ یوں کھینچتے ہیں:

تو اگر تخت پہ یاسر متمکن ہوتا
سلطنت کے لیے تکریم کا ضامن ہوتا

امرا کیسے محلات خالی نہ کرتے
ایک خیمے میں شہنشاہ جو ساکن ہوتا
کوئی درباں نہ محافظ نہ مقرب نہ غلام
کھلے صفحوں کی طرح ظاہر و باطن ہوتا (۹)

خالد اقبال یاسر کی مزاحمت طبقاتی نظام کے خلاف بھی ہے جو ہمارے معاشرے کو اندر سے کھوکھلا کر رہی ہے۔ امیری اور غریبی میں تفاوت اور اس کے ساتھ معاشرے کے اندر پائے جانے والے قبیح گناہ ان سب پہ یاسر کڑی چوٹ

کرتے ہیں۔خوابِ غفلت میں سوئی ہوئی قوم انھیں کاٹ کھانے کو دوڑتی ہے اور عیش پسندی ان کے مزاج میں ہے اور نہ ہی وہ اس کو دوسروں میں دیکھنا چاہتے ہیں۔خالد اقبال یاسر کی مزاحمت کے سلسلے میں خورشید رضوی لکھتے ہیں:

> ''خواب گاہوں، خواجہ سراؤں، باندیوں، اونچی دیواروں، چوبداروں، غلاموں، کنیزوں اور مزاج شناس مقربوں کی اس امیجری سے یاسر ایک زوال آمادہ، گلی سڑی لیکن مسلط و مسطیر تہذیب کا نقش ایسے کریہہ رنگوں میں ابھارتا ہے کہ ضمیر کو متلی ہونے لگتی ہے اور دل خون کے آنسو رونے لگتا ہے۔''
> (۱۰)

غلام کی روز و شب غلامی میں کیا کمی تھی
کنیز کے التفات و خوبی میں کیا کمی تھی
انھیں در خواب گاہ سے کس لیے ہٹایا
محافظوں کی وفا شعاری میں کیا کمی تھی
گزر نہ سکتا تھا کوئی خواجہ سرا نہ باندی
حرم کے رازوں کی پاسداری میں کیا کمی تھی (۱۱)

خالد اقبال یاسر اپنی مزاحمت میں کسی طرح کی مصلحت یا مصالحت سے کام نہیں لیتے بلکہ ایک نڈر اور حوصلہ مندی سے مدمقابل کھڑے ہو جاتے ہیں۔اس حوالے سے اگرچہ ان کا ہی کوئی نقصان کیوں نہ ہو۔حالانکہ وہ خود ملازمت سے وابستہ رہے مگر انھوں نے یہاں اپنی جواں مردی کا ثبوت پیش کیا اور جو غلط دیکھا اسے افسر شاہی کی تسکین کے لیے اچھا نہیں کیا یا مصلحت کا شکار ہو کر خاموشی اختیار نہیں کی اور نہ ہی درباری شعرا کی طرح اپنے مفادات کو عزیز رکھتے ہوئے خاموشی اختیار کی۔

اس ضمن میں اسلم کولسری رقم طراز ہیں:

> ''شعر و ادب سے واقعی دلچسپی رکھنے والے خالد اقبال یاسر کی شاعری سے بھی آگاہ ہیں اور ان میں اکثر ان کے مزاج آشنا بھی ہیں جو بات دل میں ہو وہ ہی ان کی زبان پہ بھی ہوتی ہے خواہ اس سے کسی کو اتفاق ہو نہ ہو بلکہ اس سے بھی ذرا آگے کوئی جلتا ہے تو جلے۔''(۱۲)

خالد اقبال یاسر کی مصلحت پسندی کے خلاف مزاج کے بارے میں خورشید رضوی لکھتے ہیں:

> ''الغرض خارج اور داخل دونوں جانب سے یاسر ایک پیکار مسلسل میں گھرا ہوا ہے لیکن کسی طرح مصلحت و مصالحت پر آمادہ نظر نہیں آتے اور مزاحمت کی کم سے کم سطح کو بھی نگاہ کم سے نہیں دیکھتا۔''
> (۱۳)

حوالہ جات:

۱۔ ڈاکٹر خورشید رضوی، ''دیباچہ'' **گردش** از خالد اقبال یاسر، اسلام آباد: ابلاغ، ۲۰۰۱ء، ص ۱۲

۲۔ محمد خالد، ''دیباچہ''، **درویست** از خالد اقبال یاسر، اسلام آباد: ابلاغ، ۱۹۹۰ء، ص ۱۷

۳۔ خالد اقبال یاسر، **درویست**، ص ۳۲

۴۔ خالد اقبال یاسر، **گردش**، ص ۸۰

۵۔ خالد اقبال یاسر، **درویست**، ص ۴۸

۶۔ خالد اقبال یاسر، **گردش**، ص ۵۵

۷۔ ایضاً، ص ۱۳

۸۔ خالد اقبال یاسر، **درویست**، ص ۱۷

۹۔ ایضاً، ص ۴۹

۱۰۔ خالد اقبال یاسر، **گردش**، ص ۵۱

۱۱۔ ایضاً، ص ۴۶

۱۲۔ اسلم کولسری، ''دیباچہ'' **مزاج** از خالد اقبال یاسر، لاہور: سورج پبلی کیشنز، بیورو، ۲۰۱۲ء، ص ۱۱

۱۳۔ خالد اقبال یاسر، **گردش**، ص ۱۸